دیہاتی جُمعہ

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی مُحمّد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

دیہاتی جمعہ

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال:

(۱)جمعہ کی کُل کتنی رکعت ہیں؟

(۲)جمعہ نفل ادا کرنے سے نمازِ ظہر کے فرض ضروری ہیں یا جمعہ نفل کیا ہے؟

(۳)کتنی آبادی میں جمعہ فرض ہے آج کل گاؤں میں شرعی نوعیت کیا ہے جبکہ آبادی چار ہزار میں ایک مسجد ہو؟

(صاحبزادہ مولانا) محمد سعید احمد اُویسی سرور والی، جڑانوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

الجواب: (منہ الہدایۃ والصواب)

(۱)جمعہ فرض ہے نص قطعی (قرآن وحدیث کی پختہ تحقیق) سے ثابت ہے۔جمعہ کی نماز فرض ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ مرد ہونا، آزاد ہونا، تندرست ہونا، مقیم (غیر مسافر) ہونا۔عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، غلاموں پر فرض نہیں، جو بیمار ہو یا اُس کے ہاتھ پاؤں سلامت نہ ہوں، مسجد میں نہیں آسکتا ہو اُس پر فرض نہیں، قیدیوں پر فرض نہیں، مسافروں پر فرض نہیں۔اُس کی صحت ادا (صحیح ادائیگی) کے لئے یہ شرطیں ہیں۔ شہر ہو گاؤں میں صحیح نہیں، بادشاہ یا اُس کا نائب ہو اگر مسلمان اپنے اتفاق سے کسی عالمِ دین کو جمعہ پڑھانے کے لئے مقرر کریں تو وہ بھی بادشاہ یا اُس کے نائب کے قائم مقام (دوسرے کی جگہ عارضی کام کرنا) ہو گا۔ ظہر کا وقت ہو اُس کے بعد صحیح نہیں، خطبہ ہو اُس کے بغیر بھی صحیح نہیں، جماعت ہو اُس کے بغیر صحیح نہیں۔جب کسی جگہ شرائط وجوب اور شرائط ادا ہوں تو جمعہ اُس وقت ظہر کے قائم مقام ہو گا یا اُس کا مسقط (نزول کی جگہ) اس کی دو رکعت فرض ہیں۔ چار سنتیں اُس سے پہلے اور چار سنتیں اور دو سنتیں کل چھ سنتیں بعد جمعہ۔

(۲)جمعہ نفل کوئی شئے نہیں البتہ جہاں جمعہ کی صحت ادا (صحیح ادائیگی) میں شک ہو۔ وہاں احتیاط الظہر ہے اس کی تفصیل آتی ہے۔

(۳) "دُرِ مختار" میں ہے:

(هِيَ فَرْضُ) عَيْنٍ (يَكْفُرُ جَاحِدُهَا) لِثُبُوتِهَا بِالدَّلِيلِ الْقَطْعِيِّ[1] (الدر المختار، جلد ۱، صفحہ ۳۸۹)

یعنی یہ فرضِ عین ہے اس کا منکر کافر ہے اس لئے کہ یہ دلیل قطعی (پختہ) سے ثابت ہے۔

احناف کے نزدیک جمعہ کی اقامت کے لئے مصر (شہر) شرط ہے۔

"عینی شرح بخاری" میں ہے،

ومَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْه لَا تَصِحُّ الْجُمُعَةُ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ أَوْ فِي مُصَلَّى الْمِصْرِ وَلَا تَجُوزُ فِي الْقُرَى[2]

[1] (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، جلد2، صفحہ136، دار الفکر بیروت)

یعنی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ جمعہ مصر جامع یا مصلی مصر کے بغیر جائز نہیں اور دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔

مصر "شہر" کی تعریف: مصر (شہر) کی تعریف میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

(۱) "ہدایہ" میں ہے: هو كُلُّ مَوْضِعٍ لَهُ أَمِيرٌ وَقَاضٍ يَقْدِرُ عَلَى إقَامَةِ الْحُدُودِ[3] وهذا هو ظاهر الروايه۔

یعنی جہاں ایسا امیر و قاضی (حاکم) ہو جو اقامتِ حدود پہ قادر ہو اور یہی ظاہر الروایۃ ہے۔

(۲) "شرح وقایہ" میں ہے:

وَهُوَ مَا لَا يَسَعُ أَكْبَرُ مَسَاجِدِهِ أَهْلَهُ الْمُكَلَّفِينَ بِهَا (1) وهو المفتى به. [4]

یعنی مصر وہ جگہ ہے جہاں کی بڑی مسجد یں مکلفین (بالغین) سے پُر ہو سکے۔

(۳) حضرت علامہ محمد حسن فاروقی مجددی معاصر امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ درِ مصر اختلاف بسیار است۔ یعنی مصر کی تعریف میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

مذکورہ بالا دو قول نقل کر کے چند دیگر نقل فرماتے ہیں: علما حی نو یسند کہ مصر آنرا گویند کہ درو اہل حرفہ موجود باشد۔

یعنی مصر اُسے کہتے ہیں جہاں اَہلِ حرفت (کاریگر جیسے لوہار، مستری، موچی وغیرہ وغیرہ) رہتے ہوں۔

(۴) بعضے ولی گویند کہ مصر آں شہر را گفتہ می شود کہ در ا و دہ ہزار مرد مکلف موجود باشند۔

ترجمہ: بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ مصر اُس شہر کو کہا جاتا ہے جس میں کم از کم دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرد مکلف ہوں۔

(۵) بعض می گویند کہ مصر آن شہر را گفتہمی شود کہ در عرف نام آں در شہربا شمردہ شود چوں بغداد و بخارا۔

یعنی بعض فرماتے ہیں کہ مصر اُس شہر کو کہا جاتا ہے جو عرف میں شہر مشہور ہے جیسے بغداد، بخارا وغیرہ۔

---

[2] (عمدة القاری شرح صحيح البخاری، كتاب الْجُمُعَةِ، بَابُ الْجُمُعَةِ فِي القرى والمدن، جلد6، صفحه187، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[3] یہ عبارت ہمیں ہدایہ شریف میں نہ مل سکی، لیکن اس عبارت کو ہم نے فتاوی شامی میں پایا جس کا حوالہ درج ہے

(رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، جلد2، صفحه137الي 138، دار الفكر بيروت)

ہدایہ شریف میں ہمیں اسی مضمون کی ایک دوسری عبارت ملی؛ (كُلُّ مَوْضِعٍ لَهُ أَمِيرٌ وَقَاضٍ يُنَفِّذُ الْأَحْكَامَ وَيُقِيمُ الْحُدُودَ)

(الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، جلد1، صفحه82، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

[4] (شرح وقایه بَابُ الْجُمُعَةِ، جلد اول، صفحه۲۴۰، مطبوعه مکتبه رشیدیه دهلی)

(رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، جلد2، صفحه137الي 138، دار الفكر بيروت)

خلاصہ: فقہاء کے اسی اختلاف کے پیش نظر بعض نے شہر کی شرط مفقود (ناپید) سمجھ کر جمعہ ہی ختم کرڈالا ایسے حضرات اگرچہ قابلِ احترام تھے لیکن جمہور نے اُن کا قول غیر معتبر سمجھ کر قبول نہ کیا بلکہ اُن کی تردید میں ضخیم تصانیف ورسائل تحریر فرمائے۔ اس کی تفصیل فقیر نے "احسن القری فی الجمعة فی القریٰ" میں لکھی ہے۔

دورِ حاضرہ کے جمعات:

آج کل شرعی اُمور میں بے راہ روی ہے۔ کوئی کسی کی نہیں مانتا جہاں جی چاہا جمعہ مقرر کرلیا۔ شرائط کی کوئی پرواہ نہیں وہابیوں غیر مقلدوں کے نزدیک بستیوں میں جمعہ جائز ہے ان کے شر سے بچنے کے لئے ہمارے سنی برادری مجبوری سے جمعہ شروع کردیتے ہیں اُن کے لئے فقیر اُویسی غفرلہ، وہی کہتا ہے جو ہمارے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ، فرماگئے؛

" بحمد اللہ اہل انصاف وعلم صاف جانیں گے کہ حق اس سے متجاوز (حد سے آگے بڑھنے والا) نہیں' ہم نہ اس کے خلاف عمل کرسکتے ہیں نہ زنہار (ہرگز) مذہب ائمہ چھوڑ کر دوسری پر فتوی دے سکتے ہیں مگر درباره عوام فقیر کا طریق عمل یہ ہے کہ ابتداءً خود انھیں منع نہیں کرتا نہ انھیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش پسند رکھتا ہے ایک روایت پر صحت ان کے لئے بس ہے' وہ جس طرح خدا اور رسول کا نامِ پاک لیں غنیمت ہے' مشاہدہ ہے کہ اس سے روکیے تو وہ وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں"۔[5]

آخر میں اَہل علم کو انتباہ فرمایا؛

وللہ الحمد یہ عوام کالانعام (بے شعور عوام) کے لئے ہے البتہ وہ عالم کہلانے والے کہ مذہب امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ حنفیّہ کو پسِ پشت ڈالتے تصحیحات جماہیر ائمہ ترجیح وفتوی کو پیٹھ دیتے اور ایک روایت نادرہ مرجوعہ مرجوع عنہا غیر صحیح کی بناپر ان جہال کوردہ میں جمعہ قائم کرنے کا فتوی دیتے ہیں یہ ضرور مخالفتِ مذہب کے مرتکب اور ان جہلاء کے گناہ کے ذمہ دار ہیں نسأل اللہ العفوو العافیة (ہم اللہ تعالیٰ سے عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں ۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔[6] (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۳، صفحہ ۷۱۴)

انتباہ: علماء ومشائخ اور دین کے درد رکھنے والے حضرات شرائط کے فقدان پر جمعہ قائم شدہ کو بند کرنے کے بجائے عوام کو اپنے حال پر رہنے دیں اور خود اپنی نمازِ ظہر ترک نہ کریں اور جہاں شرائط کا اشتباہ ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھیں جس کی تفصیل آتی ہے۔

فیصلہ حق: مذکورہ بالا اقوال کے اختلاف کی بناء پر محققین نے احتیاط الظہر کا حکم فرمایا یعنی ادائیگی جمعہ کے بعد چار رکعت مطلق (فرض نہ نفل) نیت ذیل سے پڑھے: نَوَیْتُ اَربَعَ رَکعَاتٍ آخِرَ ظُھرٍ أَدْرَکْتُهُ ، وَلَمْ أُصَلِّهِ بَعْدُ[7]

یعنی میں نے اُن چار رکعت کی نیت کی ہے جو آخری ظہر جسے میں نے پایا لیکن ابھی تک نہ پڑھ سکا۔

---

[5] (فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوۃ، جلد 8، صفحہ 374، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

[6] (فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوۃ، جلد 8، صفحہ 376، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

[7] (فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوۃ، جلد 8، صفحہ 376، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

اقوال الائمہ والفقہاء

مذکورہ بالا اقوال صرف فقہائے احناف کے ہیں۔ ائمہ غیر احناف (رحمہم اللہ) میں بھی شہر کی تعریف میں اختلاف ہے چنانچہ علامہ "عینی شرح بخاری" میں لکھتے ہیں:

واختلف العلماء في الموضع الذي تقام فيه الجمعة فقال مالك كل قرية فيها مسجد أو سوق فالجمعة واجبة على أهلها ولا يجب على أهل العمود وإن كثروا لأنهم في حكم المسافرين وقال الشافعي وأحمد كل قرية فيها أربعون رجلا أحرارا بالغين عقلاء مقيمين بها لا يظعنون عنها صيفا ولا شتاء إلا ظعن حاجة فالجمعة واجبة عليهم وسواء كان البناء من حجر أو خشب أو طين أو قصب أو غيرها الخ۔[8] (عمدۃ القاری شرح البخاری فی باب الجمعہ فی القریٰ)

یعنی جہاں جمعہ قائم کیا جائے اُس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا ہر وہ بستی جس میں مسجد یا بازار ہو۔ اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے لیکن اہلِ عمود پر جمعہ واجب نہیں اس لئے کہ وہ مسافروں کے حکم میں ہیں۔ امام شافعی وامام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا کہ جس بستی میں چالیس (۴۰) آزاد بالغ مرد عقلاء موجود ہوں وہ وہاں سے سردیوں، گرمیوں میں قلب مکانی نہ کرتے ہوں سوائے ضرورت شدیدہ کے جب اتفاقی طور واقع ہو تو اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے۔ خواہ اُن کی رہائش مکان (پتھروں اور پکی اینٹوں سے تیار شدہ وغیرہ وغیرہ ہوں) یا کچے یا چھپر وغیرہ۔

تطبیق: اُصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں اختلاف الائمہ والعلماء ہو وہاں ایسے قول پر عمل کیا جائے جو دوسرے ائمہ کے اقوال کی بھی رعایت ہو جیسا کہ وضو کے مسائل میں " دُرِمختار کتاب الطہارۃ فی مبحث نواقض الوضوء " میں ہے: لَا يَنْقُضُهُ مَسُّ ذَكَرٍ لَكِنْ يَغْسِلَ يَدَهُ نَدْبًا وَامْرَأَةٍ وَأَمْرَدَ. لَكِنْ يُنْدَبُ لِلْخُرُوجِ مِنْ الْخِلَافِ[9] (ای خلاف الشافعی رحمۃ اللہ علیہ)

یعنی اپنے ذَکَر (عضو تناسل) کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہاتھ کو دھوئے یہ نَدْبًا ہے ایسے ہی عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگ جائے وضو نہ ٹوٹے گا ہاں وضو کرنا مندوب (بہتر) ہے تاکہ خلاف سے نکل جائے۔

یعنی وہ خلافِ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور ہے کہ اُن کے نزدیک ذَکَر، عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ: اس قاعدے کی بے شمار مثالیں کتب فقہ واصول میں موجود ہیں۔

ثبوت احتیاط الظہر: قاعدہ مذکورہ کی وجہ سے مصر کی تعریف میں فقہاء وائمہ اور احناف کا اختلاف ہے اگرچہ بعض کے قول کے نزدیک "شرح وقایہ" معتبر اور مفتی بہ ہے چنانچہ "بحر الرائق" وغیرہ میں ہے اسی لئے جن بڑے دیہات میں جمعہ پڑھایا جاتا ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے کیونکہ جو تعریف صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اُس کے لئے ادائیگی جمعہ میں شک ہی نہیں۔ جب اس کے شرائط موجود ہوں جس دیہات میں بعض شرائط ہوں

---

[8] (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الْجُمُعَةِ، بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى وَالْمُدُنِ، جلد6، صفحہ187، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[9] (الدر المختار ورد المحتار، كِتَابُ الطَّهَارَةِ بَابُ سُنَنِ الْوُضُوءِ، جلد1، صفحہ147، دار الفکر بیروت)

اور بعض نہ ہوں تو بھی جمعہ کی ادائیگی مشکوک ہو گئی۔ ایسے ہی شہر میں ایک جمعہ ادا کیا گیا دوسری مساجد میں جمعہ کی ادائیگی کا حال ہے اگرچہ ہمارے نزدیک شہر میں متعدد مقامات پر جمعۃ المبارک جائز ہے، چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں:

أَيْ تُؤَدَّى الْجُمُعَةُ فِي مِصْرٍ وَاحِدٍ فِي مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ[10] وبه ناخذ هكذا فى البحر الرائق وعيني.

یعنی ایک ہی شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ جائز ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے یعنی ہم اس قول کو لیتے ہیں۔

لطیفہ: غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک شہر کتنا ہی کیوں نہ بڑا ہو صرف ایک مسجد میں جمعہ جائز ہو گا اور جمعہ کے لئے اُن کے ہاں شہر کی شرط غلط ہے اسی لئے وہ چھوٹی بڑی بستی میں جمعہ کی فرضیت کے قائل ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "احسن القریٰ"۔

خلاصۃ الجواب: مذکورہ بالا دو قاعدوں اور احادیث صحاح و کتب فقہ و فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ جمعہ بجمیع (تمام) شرائط مسقط (نزول) ظہر ہے بلا شرائط ہر گز مسقط ظہر نہیں ہو سکتا اور جہاں کہیں شرائط میں شک پڑ جائے تو ظہر کی نماز احتیاطاً ادا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ "نقایہ و شامی و فتاویٰ عالمگیر" وغیرہ کتب میں مسطور ہے: ثُمَّ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ وَقَعَ الشَّكُّ فِي جَوَازِ الْجُمُعَةِ لِوُقُوعِ الشَّكِّ فِي الْمِصْرِ أَوْ غَيْرِهِ وَأَقَامَ أَهْلُهُ الْجُمُعَةَ يَنْبَغِي أَنْ يُصَلُّوا بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَنْوُوا بِهَا الظُّهْرَ حَتَّى لَوْ لَمْ تَقَعْ الْجُمُعَةُ مَوْقِعَهَا يَخْرُجُ عَنْ عُهْدَةِ فَرْضِ الْوَقْتِ بِيَقِينٍ[11]

هكذا فى المحيط وفتح القدير و فتاوى جواهر الفتاوىٰ وبدر السعادة والتاتارخانية وابراهيم شاه وجامع الفتاوىٰ والكافى وفتاوىٰ عتابيه وفتاوىٰ خزانة المفتين وخزانة العلوم وفتاوىٰ المحمدية.

یعنی جس جگہ شک پڑ جائے جمعہ کی نماز کے جواز میں جیسے مصر کی تعریف وغیرہ میں اگر وہاں کے لوگ نمازِ جمعہ ادا کریں لیکن اس کے بعد چار رکعت دیگر فرض پڑھیں تاکہ جمعہ نہ ہو تو فرض وقتی (ظہر) سے یقینی طور پر برأت (چھٹکارا) ہو گی۔

احتیاط الظہر: احتیاط الظہر دفع شک کے لئے پڑھی جاتی ہے کیونکہ ہمارے ملک پاکستان میں ادائے جمعہ کے شرائط جو قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہو چکے ہیں۔ بعض اس ملک میں پائے جاتے ہیں اور کچھ نہیں پائے جاتے چنانچہ بادشاہ مسلم یا اس کا نائب اور حدود شرعیہ کا جاری ہونا اور مصر ظاہر روایت میں اس شہر کو کہتے ہیں جس میں بادشاہ یا نائب بادشاہ حدود شرعیہ جاری کرے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ متعدد (کئی) جگہ ایک شہر میں جمعہ پڑھنا اکثر[12] علماء دین کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ مکہ و مدینہ طیبہ میں ایک ہی جگہ جمعہ پڑھایا جاتا تھا۔ اسی لئے بعض علمائے دین نے کہا ہے کہ اگر کئی جگہ شہر میں جمعہ پڑھا جائے تو جنہوں نے پہلے پڑھ لیا ہو گا اُن کا جمعہ ادا ہو جائے گا۔ باقی تمام ظہر کی نماز ادا کریں اگر سب شک کریں کہ پہلے کون سی جگہ ہوا تو اس صورت میں تمام ظہر کی نماز دوبارہ ادا کریں چنانچہ "میزان الشعرانی" میں ہے:

---

[10] (البحر الرائق شرح كنز الدقائق كِتَابُ الصَّلَاةِ باب أَدَاءُ الْجُمُعَةِ فِي مِصْرٍ وَاحِدٍ بِمَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ. جلد2. صفحه153. دار الكتاب الإسلامي)

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ. جلد1. صفحه218. المطبعة الكبرى الأميرية بولاق. القاهرة)

[11] (الفتاوى الهندية كِتَابُ الصَّلَاةِ الْبَابُ السَّادِسَ عَشَرَ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ. جلد1. صفحه145. دار الفكر)

[12] ہمارے نزدیک شہر میں متعدد جمعات بلا اختلاف جائز ہیں۔ اُویسی غفرلہٗ

وَمِنْ ذٰلِکَ قَوْلُ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ:لَایَجُوْزُ تَعَدُّدِ الْجُمُعَةِ فِیْ بَلَدٍ. [13]

یعنی اس مسئلہ میں چاروں اماموں کا قول ہے کہ کسی جگہ میں ایک شہر میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔

جبکہ ایک جگہ جمعہ ہوتا ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جنھوں نے پہلے پڑھا ہے اُن کا ہو گا اور احتیاط الظہر کا حکم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور صاحبین کے ہم پلہ ہیں سے اور صحابہ تابعین سے مروی ہے چنانچہ کتاب "ردالمحتار و عینی شرح ہدایہ جلد دو، صفحہ ۱۰۶" میں ہے کہ

لَمَّا أُبْتُلِيَ أَهْلُ مَرْوَ بِإِقَامَةِ الْجُمُعَتَيْنِ فِيهَا مَعَ اخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ فِي جَوَازِهِمَا أَمَرَ أَئِمَّتُهُمْ بِالْأَرْبَعِ بَعْدَهَا حَتْمًا احْتِيَاطًا. [14]

ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي نِيَّتِهَا وَالْأَحْسَنُ أَنْ يَنْوِيَ آخِرَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ وَالْأَحْوَطُ أَنْ يَقُولَ نَوَيْت آخِرَ ظُهْرٍ أَدْرَكْت وَقْتَهُ. وَلَمْ أُصَلِّهِ بَعْدُ [15]

وقال الحسن: اختياري أن يصلي الظهر بهذه النية ثم يصلي أربعا بنية السنة [16]

یعنی شہر میں جب لوگ دو جگہ جمعہ پڑھنے میں مبتلا ہوئے حالانکہ اس مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف تھا اور حکم دیا گیا کہ تم لوگ جمعہ پڑھو لیکن اُس کے بعد چار رکعت ظہر احتیاطاً ادا کر لیا کرو اور اس کی نیت میں بھی اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ اس روز کی ظہر پڑھے، بعض نے کہا کہ یوں کہے کہ آخر ظہر کی نیت جس کا میں نے وقت پالیا اور ابھی اس کو پڑھا نہیں اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بہت پسندیدہ امر ہے کہ ظہر اسی طور سے پڑھے پھر چار رکعت سنت پڑھے۔ گویا یہ روایت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کیونکہ جو روایات اُن کے شاگردوں سے حاصل ہوتی ہیں وہ سب امام صاحب سے مروی ہیں۔ (ردالمحتار، صفحہ ۴۶)

"صاحب بحر الرائق و ردالمحتار و فتح القدير و ميزان الشعرانى" نے بوجہ (سبب) مفقود (گُمشدہ) ہونے شرائط کے دو ۲ بار احتیاط الظہر کو پڑھنا واجب لکھا ہے اور "فتاویٰ خانیہ" اور "صاحب بحر الرائق" نے بھی لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی و ابراہیم بن مہاجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جو صحابی تابعین سے ہیں جب دیکھتے اپنے امیروں کو ظالم یا کوئی شرط مفقود تو جمعہ کے اوّل یا اس کے پیچھے بطور خفیہ ظہر کو ادا کرتے۔

ولذلك تاويلان وَحُكِيَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَالْخَانِيَّةِ:

"عَنْ إبْرَاهِيمَ النَّخَعِيّ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ أَنَّهُمَا كَانَا يَتَكَلَّمَانِ وَقْتَ الْخُطْبَةِ فَقِيلَ لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيّ فِي ذَلِكَ فَقَالَ إنِّي صَلَّيْت الظُّهْرَ فِي دَارِي ثُمَّ رُحْت إلَى الْجُمُعَةِ تَقِيَّةً؛ وَلِذَلِكَ تَأْوِيلَانِ أَحَدُهُمَا أَنَّ النَّاسَ كَانُوا فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَرِيقَيْنِ

---

[13] (کتاب الميزان کِتَابُ الصَّلٰوةِ بَابُ صَلٰوةِ الجمعة المجلد الثاني صفحه 183، عالم الكتب)

[14] (در مختار و رد المحتار کِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الْجُمُعَةِ. جلد2. صفحه146، دار الفكر بيروت)

[15] (در مختار ورد المحتار کِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الْجُمُعَةِ. جلد2. صفحه145، دار الفكر بيروت)

[16] (البناية شرح الهداية. كِتَابُ الصَّلَاةِ. باب صلاة الجمعة. فصل البيع والشراء بعد أذان الجمعة الأول جلد3. صفحه94. دار الكتب العلمية بيروت. لبنان)

فَرِيقٌ مِنْهُمْ لَا يُصَلِّي الْجُمُعَةَ؛ لِأَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى الْجَائِرَ سُلْطَانًا وَسُلْطَانُهُمْ يَوْمَئِذٍ كَانَ جَائِرًا فَإِنَّهُمْ كَانُوا لَا يُصَلُّونَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَكَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَتْرُكُ الْجُمُعَةَ؛ لِأَنَّ السُّلْطَانَ كَانَ يُؤَخِّرُ الْجُمُعَةَ عَنْ وَقْتِهَا فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَكَانُوا يَأْتُونَ الظُّهْرَ فِي دَارِهِمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ مَعَ الْإِمَامِ وَيَجْعَلُونَهَا سُبْحَةً أَيْ نَافِلَةً " [17]

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بعض اصحابِ تابعین میں سے بھی سلطان جائز ہونے کی وجہ سے جمعہ کو ترک کر کے صرف ظہر ادا کرتے تھے۔ بعض ظہر کو خفیہ طور پر ادا کر لیتے اور جمعہ نفلی طور پر پڑھتے۔

اور علاوہ ازیں کتب فقہ معتبرہ مثل "فتح القدیر و شامی و عالمگیری و غرائب و ظہیریہ و قنیہ و عینی شرح ہدایہ و شرح سفر السعادت و نہر الفائق و فتاویٰ رحمانیہ و مجمع البحار" وغیرہ میں لکھا ہے:

ان وقع الشک فی المصر فلیصلوا اربعا فرض الوقت بعد الفراغ من صلوٰۃ الجمعۃ واختلفو فی النیۃ والصحیح ان یقول صلی للہ تعالیٰ اربع رکعات صلوۃ الظہر التی ادرکت و لم اصلہ بعد الخ۔ [18]

یعنی جب شک پڑ جائے مصر میں تو لوگ چار رکعتیں پڑھیں فرضی وقت کے پیچھے نمازِ جمعہ کے اور اختلاف کیا اُنھوں نے نیت میں اور صحیح یہ ہے کہ کہے نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ کے چار رکعت نمازِ ظہر جو میں نے پائی ہے اور نہیں پڑھی۔

سوال: ایک بار فریضہ ادا کر کے دوبار پڑھنا ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے: لَا يُصَلَّى بَعْدَ صَلَاةٍ مِثْلُهَا [19]

یعنی نماز پڑھنے کے بعد ویسی ہیئت پر نماز نہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: علمائے دین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حدیث مذکور کی تشریح میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ اس سے مراد محلہ کی مسجد ہے کہ اس میں ایک بار جماعت کے بعد دوبارہ جماعت نہ ہو۔ (عینی شرح کنز)

لیکن اگر ہیئت بدل لی جائے مثلاً امام کی جگہ دوسری جگہ جماعت ہو تو یہ جماعت جائز ہے "ردالمحتار" میں اسے جماعت ثانیہ کہا جاتا ہے اَہلِ سنت کا اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ مشہور ہے [20] فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اُن کے فیض سے رسالہ لکھا "جماعت ثانیہ کا ثبوت" جو "فیضِ عالم" ماہنامہ (جامعہ اُویسیہ بہاولپور) میں قسط وار شائع ہوا۔

---

[17] (الفتاوي الهندية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، جلد1، صفحه145، دار الفكر)

[18] یہ عبارت تمام ذکر کردہ کتب فتح القدیر للکمال، الرد المحتار، فتاوی ھندیہ، غرائب، الفتاوی الظھیریۃ، قنیۃالمنیۃ لتمیم الغنیۃ، البدایۃ شرح ھدایۃ، شرح سفر السعادۃ، نہر الفائق، فتاوی رحمانیۃ اور مجمع البحار میں الگ الگ الفاظوں کے ساتھ موجود ہے۔

[19] (نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ النَّوَافِلِ فَصْلٌ فِي الْقِرَاءَةِ جلد2، صفحه148، مؤسسة الريان للطباعة والنشر بيروت لبنان)

فقہ حنفی کی تمام معتبر کتب میں یہ حدیث موجود ہے۔

[20]

(۱)صحابہ کرام اگر تنہا نماز کو ادا کر لیتے تو پھر اگر جماعت مل جاتی تو اسی نماز کو دوبار امام کے ساتھ پڑھ لیتے۔

(۲)حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کو دوسری جماعت میں شمولیت کی تعلیم دیتے۔

(۳)صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز میں کسی طرح کا شک پڑ جاتا تو اُس نماز کو دوبارہ ادا کر لیتے۔ چنانچہ "دارمی[21] ونسائی[22] ومشکوٰۃ[23]" میں بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ دو صحابی سفر میں نکلے اور اُن کو پانی نہ ملا دونوں نے تیمم کر کے نماز پڑھی، بعد نماز ادا کرنے کے اُن کو اُسی وقت پانی ملا اور ایک نے وضو کر کے نماز کو دوبارہ پڑھ لیا اور دوسرے نے ایسا نہ کیا اور دونوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں یہ ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دوبارہ نماز کو پڑھ لیا ہے اس کو دوہرا ثواب ملا اور دوسرے کی نماز بھی ہوگئی لیکن یہ ثواب نہ ملا۔

(بہرحال)جمعہ میں شک گزر جانے پر احتیاط الظہر کے بے شمار دلائل ہیں گزشتہ صدی کے اوائل میں جمعہ کی بعض شرائط کے فقدان پر بعض علمائے پنجاب وسندھ نے سقوطِ جمعہ کا فتویٰ دیا تو علمائے اہلِ سنت نے اُن کی تردید میں رسائل وکتب تالیف فرما کر یہی ثابت فرمایا کہ فرضیت جمعہ کسی طریق سے ساقط نہیں ہوسکتی اگر بعض شرائط مفقود ہیں تو چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے۔

سنن بعد الجمعة

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد الجمعہ دو اور چار رکعت ثابت ہیں۔

(۱)حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔[24]

(۲)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کے بعد چار رکعت ادا کیا کرو۔[25]

(۳)حضرت اِبنِ عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھ رکعت کا حکم دیا کرتے تھے۔[26] (ترمذی)

(۴) "عینی شرح بخاری" میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[27]

---

[21] (سنن النسائي،كتاب الغسل والتيمم بَاب التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ .جلد1. صفحه213.حديث433. مكتب المطبوعات الإسلامية حلب)

[22] (سنن الدارمی،كتاب الطهارة باب التَّيَمُّمِ .جلد1. صفحه576.حديث771. دار المغني للنشر والتوزيع. المملكة العربية السعودية)

[23] (مشكاة المصابيح،كتاب الطهارة باب الغسل الفصل الثاني. جلد1. صفحه166.حديث533(8). دار المغني للنشر والتوزيع. المملكة العربية السعودية)

[24] (صَحِيحُ الْبُخَارِي،كِتَابُ الجمعة باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا. جلد2. صفحه13.حديث937. دار طوق النجاة)

[25] (صحيح ابن خزيمة.كتاب الجمعة. باب أمر المأموم بأن يتطوع بعد الجمعة بأربع ركعات بلفظ مختصر غير متقصى. جلد3. صفحه183.حديث1873. المكتب الإسلامي بيروت)

[26] (سنن الترمذي.أبواب الجمعة. باب ما جاء في الصلاة قبل الجمعة وبعدها. جلد3. صفحه183.حديث523.دار الغرب الإسلامي بيروت)

[27] (عمدة القارى شرح صحيح البخارى.كتاب التطوع. باب التطوع بعد المكتوبة. جلد7. صفحه234 . دار إحياء التراث العربي بيروت)

(شَرْحُ مَعَانِي الْآثَارِ .كِتَابُ الصَّلَاةِ .بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ كَيْفَ هُوَ .جلد10. صفحه297. .حديث4102. مؤسسة الرسالة)

(طحاوی وغیرہ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو چار رکعات پڑھے۔

فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ ابْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّلَمِيِّ قَالَ عَلَّمَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضي الله تعالى عنه أَنْ نُّصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رضي الله تعالى عنه عَلَّمَنَا أَنْ نُّصَلِّيْ سِتًّا[28]

یعنی سعد ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنن میں عبد الرحمن سلمیر ضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں پھر جب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے شہر میں تشریف لائے تو اُنہوں نے ہمیں سکھایا کہ ہم چھ رکعت پڑھیں۔(الخ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ چھ چار پر زائد ہیں اور امر زائد مثبت پر ہوا کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ: إِنَّ الْمُثْبِتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِيْ[29]

یعنی مثبت نفی کرنے والے پر مقدم ہوا کرتا ہے۔

پس بعد جمعہ کے چھ رکعت کا پڑھنا مختار ہوا اور یہ چار رکعت احتیاطی ملا کر دس رکعت ہوئیں چنانچہ کتبِ فقہ حنفیہ میں بھی ان کا ذکر ہے:

أَنَّهُ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ الخ[30] (درالمختار)

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ جمعہ کے بعد دس رکعت پڑھے۔

ازالہ وھم: دورِ حاضرہ میں ہر اُردو کی چند کتابیں پڑھنے والا مجتہد ہے اسی لئے جمعہ کے بعد کی رکعات کے لئے دو اور چار میں اختلاف کرتے ہیں حالانکہ مذکورہ روایات سے چھ رکعات ثابت ہو رہی ہیں۔ دو رکعت سنت فعلی (عمل / وہ کام جس پر خود عمل کیا ہو) سے اور چار رکعات سنت قولی (مشابہت / وہ کام جو آپس کے فیصلوں سے وقوع پذیر ہوا) سے احناف کا تطبیق الروایات (بمطابق روایات) پر احسن عمل ہے کہ قولی فعلی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ (الحمدللہ علی ذلک)

سوال: جب جمعہ فرض ہے تو شرائط کا چکر کیوں؟

جواب: چونکہ یہ نمازِ جمعہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں اُمتِ مسلمہ کو اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے منسلک رہنے کی مصلحت ہے اسی لئے اس میں دو اہم شرطیں ہیں۔

(۱) جمعہ میں خلیفہ اسلام (بادشاہ) یا اُس کا نائب۔

(۲) شہر میں ادا کرنا۔

پہلی شرط کے بارے میں "عینی شرح بخاری" میں ہے کہ حضرت ابنِ منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سنت یہی ہے کہ جمعہ قائم کرنا سلطان کا حق ہے یا جس کو اُس نے قائم کیا ہو اگر یہ نہیں تو لوگ ظہر کی نماز پڑھیں۔

---

[28] (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الجمعة باب الصلاة بعد الجمعة وقبلها، جلد6، صفحه249، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[29] (شرح الکوکب المنیر ،بَابُ الْكِتَابُ الْقُرْآنُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْأَعْيَانِ، جلد2، صفحه113، مكتبة العبيكان)

[30] (الدر المختار ،كِتَابُ الصَّلَاةِ ،بَابُ الْجُمُعَةِ، جلد2،صفحه147، دار الفكر بيروت)

وقال ابن المنذر مضت السنة بأن الذي يقيم الجمعة السلطان أو من قام بها بأمره فإذا لم يكن ذلك صلوا الظهر [31]

اور حبیب ابن ثابت امام اوزاعی و محمد بن مسلمہ و یحییٰ بن عمر مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا کہ جمعہ بدوں (بغیر) خطبہ و امیر کے نہیں ہو سکتا اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے کہ اگر بدوں (بغیر) سلطان کوئی شخص آگے ہو کر نمازِ جمعہ پڑھائے تو جائز نہ ہوگی اور "کبیری شرح منیہ" میں لکھا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی تعالیٰ اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو حضرت علی رضی تعالیٰ اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی تعالیٰ اللہ عنہ خلیفہ وقت سے اجازت لے کر جمعہ کی نماز پڑھائی۔

وعلیٰ ھذا کان السلف من الصحابة و من بعد ھم حتی ان علیاً رضی اللہ عنہ انما جمع ایام محاصرۃ عثمان بامرہ [32]

یعنی اس پر سلف صحابہ اور اس کے بعد تابعین وغیرہ رہے ہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی تعالیٰ اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی تعالیٰ اللہ عنہ کے محاصرہ کے دنوں میں اُن کے حکم سے جمعہ پڑھایا تھا۔

فائدہ: ان دلائل سے ثابت ہوا کہ جمعہ بدوں (بغیر) سلطان و نائب جائز نہ ہوگا ورنہ مسلمانوں کو نماز احتیاط ظہر پڑھنی ہوگی چنانچہ "فتاویٰ عزیزی، جلد ۲، صفحہ ۳" میں ہے کہ جن ممالک اور جس جگہ جمیع شرائط سے جمعہ پڑھایا جائے تو وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں وہاں صرف جمعہ کے بعد چھ رکعت پیشیں پڑھنی چاہئیں۔ پہلے چار اور پھر دو اور جہاں کہیں شرائط جمعہ میں شک پڑ جائے تو وہاں بعد از دو رکعت نمازِ جمعہ دس رکعات ادا کی جائیں چنانچہ "شامی و شرح نقایہ" وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے جس کے حوالہ جات فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔

شھر کی شرط: جمعہ میں شہر کی شرط بھی اسی اجتماعیت کے پیشِ نظر ہے اور وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے عملدرآمد سے ہے۔ اسی لئے ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں باوجود بادشاہ اسلام ہونے کے بھی جائز نہیں وہاں ظہر پڑھنی چاہیے ہاں اگر کہیں جمعہ قائم ہو چکا ہے اور لوگ مدّت سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں تو اُن کو جمعہ سے نہ روکا جائے جہاں ظہر کی نماز فرضاً بعد از جمعہ بستیوں میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں قریہ سے مراد شہر اور محلہ شہر مراد ہے۔ چنانچہ "مجمع البحار و قاموس" وغیرہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ قریہ شہر کو بولا جاتا ہے چنانچہ فرمایا:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ (پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۱)

ترجمہ: اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔

أَيْ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ ذُكِرَهُ فِي الْكَبِيْرِيْ [33] وَفَتْحِ الْقَدِيْرِ [34]

اور سورہ بقرہ میں ہے: هٰذِهِ الْقَرْيَةَ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۵۸) مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۹)

ترجمہ: اس بستی میں، یہاں بیت المقدس۔

ترجمہ: جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑھی تھی۔

---

[31] (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الْجُمُعَةِ، بَابُ الْجُمُعَةِ فی القری والمدن، جلد6، صفحہ191، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[32] (غنیۃ المستملي شرح منیۃ المصلي فصل فی صلوۃ الجمعۃ، صفحہ 476، مکتبہ نعمانیہ کانسي رود کوئٹہ)

[33] (غنیۃ المستملي شرح منیۃ المصلي فصل فی صلوۃ الجمعۃ، صفحہ473، مکتبہ نعمانیہ کانسي رود کوئٹہ)

[34] (فتح القدیر للکمال، کِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ، جلد2، صفحہ51، دار الفکر)

یہاں شہر ایلیأ مراد ہے بلکہ اکثر مقامات پر "قریہ" کا اطلاق شہر پر آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے دیہات میں جمعہ بالکل جائز نہیں بڑے دیہات جو "شرح وقایہ" کی تعریف میں شہر سمجھے جاتے ہیں ایک قول پر جمعہ جائز ہے جہاں جمعہ کی شرائط کا شک ہو۔ وہاں سمجھدار حضرات احتیاط الظہر پڑھیں لیکن عوام کو نہ فرمائیں۔ غیر مقلدین وہابی دیہات چھوٹے گاؤں میں جمعہ کے قائل ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ از بعد وصال آقائے نامدار حبیب کبریا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جمعہ کسی بستی چھوٹی یا کسی کنواں یا جنگل میں پڑھادیا کرتے تھے۔

جواب: بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایسا کرنا اُن کا اپنا اجتہاد تھا جو کہ بمقابلہ حدیث مرفوع کے قابلِ اعتبار نہیں ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اپنی ظاہری زندگی میں کسی بستی یا جنگل میں نہ جمعہ پڑھا ہے نہ کسی کو حکم دیا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات ایام حجۃ الوداع میں باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی ہزار صحابہ موجود تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو حکم دیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھایا باوجودیکہ فرضیتِ جمعہ کا علم آپ کو ہو چکا تھا اور مدینہ منورہ والے بادشاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ کر جمعہ ادا کرلیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں اس لئے جمعہ نہ پڑھا کہ وہاں ابھی شوکت و حکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی اور یہ شعارِ اسلامیہ سے ہے جن کا اعلانیہ ادا کرنا لازمی تھا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ادا نہ کرسکے۔ جمعہ اگر اور نمازوں کی طرح ہوتا تو ضرور ادا فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ حکومتِ اسلامیہ وشوکتِ سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے۔ (دارقطنی)

تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی طرف جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہجرت فرما گئے تھے اور وہ عرصہ قریب چھ سال سے زائد ہے سوائے جمعہ کے تمام احکام جو اُن کے ذمہ تھے ادا کئے لیکن جمعہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ اُن کو جمعہ کی فرضیت کا علم پہلے سے ہی ہو چکا تھا۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق وتفصیل فقیر نے "احسن القریٰ فی الجمعۃ فی القریٰ" میں لکھی ہے۔

هذا آخر ما سطره الساطر

مفتی محمدفیض احمد اُویسی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

جمادی الآخرہ دسمبرء بعد صلوٰۃ العشاء

☆------☆------☆